مشکور حسین یاد کی مذہبی اور فلسفیانہ کتب کا فکری جائزہ

MASHKOOR HUSSAIN YAD'S RELIGIOUS AND PHILOSOPHICAL STUDY

ڈاکٹر عامرہ رسول[1] ، ڈاکٹر محمد ارشد اویسی**

Abstract:

Mashkoor Hussain yad has been a well-known name in literature in the last half century. He made his place in both poetry and prose and his writing was also associated with religious and philosophical writings. These books include Surah Al- Asr .The Holy Qu'ran and modern theory of history. The Reality of Gender, Piety and Mula Sadra's philosophy of existence. All these Books are related to different Topic. In this Article we can observe different aspects of life in the light of Quran and philosophical thoughts.

Key Words: Mashkoor Hussain Yaad, philosophical thoughts, Reality of Gender, Modern Theory of History.

اردو زبان وادب میں مشکور حسین یاد ایک اہم قلم کار کے طور پر جانے جاتے ہیں انھوں نے جہاں اردو شعر وادب کی روایت کو ایک نیا باب دیا وہاں ان کی مذہبی اور فلسفیانہ تخلیقات نے ہمارے مذہبی اور تہذیبی و معاشرتی فکر کو مضبوط کرنے میں اہم کردار ادا کیا۔اس تحقیقی مقالے میں ان کی مذہبی اور فلسفیانہ کتب کا نہایت اختصار کے ساتھ تعارف تجزیہ پیش کیا جارہا ہے۔اس موضوع پر ان کی پہلی کاوش قرآن پاک میں حقیقتِ جنس(۲۰۰۷)کلاسیک پبلشرز لاہور نے شائع کی۔ یہ کتاب ۱۶۰ صفحات پر مشتمل ہے۔اس کتاب کے مندرجات پر نظر ڈالی جائے تو ۱۹ ذیلی عنوانات ملتے ہیں۔

جنس انسانی زندگی کا ایک اہم موضوع ہے۔ہر مذہب اور معاشرے میں اس کی اپنی حدود واہمیت ہے۔ مشکور حسین یاد نے بھی اس موضوع کو منتخب کیا اور یہ بتانے کی کوشش کہ انسان کے جنسی جذبات کو پاکیزگی اور عزت کی نگاہ سے دیکھا جانا چاہیے۔کیونکہ اہل خرد کے نزدیک جنسی لذت معقولیت اور سنجیدگی سے باہر کی کوئی چیز نہیں ہے، لذت اور معقولیت کو الگ کرنا انسانی فکری بڑائی کی دلیل ہرگز نہیں ہے۔اس سلسلے میں مشکور حسین یاد لکھتے ہیں:

> ''ہم یونانی اور مغربی فلسفے کے زیر اثر یہ سمجھتے ہیں کہ عقل انسانی کی تشکیل میں بدن کی اہمیت تو ہے مگر شہوانی جذبہ اور جنسی ملاپ کو حقارت کی نظر سے دیکھنے کے عادی ہوگئے ہیں۔اور انھی خیالات کے تحت ہم شہوانی جذبے اور جنسی ملاپ کی پاکیزگی کو اپنے ذہن کی گرفت میں نہیں لانا چاہتے ی.....ہماری توجہ تو جاتی ہے لیکن قربِ الٰہی کے حوالے سے نہیں ہم سمجھتے ہیں کہ یہ صرف انسانی جسم کا کمال ہے۔''(۱)

انسان جنسی جذبوں کے معاملے میں ضبط اور صبر و تحمل سے کام نہیں لیتے،اس لیے جنس سے پاکیزگی اور معرفت کی منزل نہیں پاتے۔ انھوں نے معرفت کا لفظ اس لیے استعمال کیا ہے کہ شہوانی جذبہ ہمیں اللہ کے قریب کردینے کی صلاحیت رکھتا ہے۔قرآن حکیم میں انسان کے جنسی رویہ کے حوالے سے بھرپور انداز میں راہنمائی پیش کی گئی ہے۔اس سلسلے میں ایک آیت مبارک کا ترجمہ ملاحظہ کیجیے:

ترجمہ: ''اور ہم نے کہا: اے آدم! اپنی زوجہ کے ساتھ جنت میں رہو اور جس طرح جی چاہے، بے فکری سے کھاؤ اور تم دونوں اس

---

[1] لیکچرار گورنمنٹ گریجوایٹ ویمن کالج، دبئی محل روڈ، بہاولپور

** صدر شعبہ اردو، لاہور گیریژن یونیورسٹی، لاہور

درخت کے قریب بھی نہ جانا ورنہ ظالموں میں سے ہو جاؤ گے۔''(۲)

اس آیت مبارکہ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت آدم اور حوا کو خاص مناسب ترین ماحول میں رکھ کر دنیا کے حقائق سے نبرد آزما ہونے سے پہلے انھیں تربیت دینا چاہتا ہے۔ یعنی اس جہان میں انسان کی آمد کوئی معمولی واقعہ نہیں ہے۔ لہٰذا ایک انسان کا اپنی زوجہ کا قرب پانا کوئی معمولی بات نہیں، یہ ایک ایسا خوشگوار اور ذمہ دارانہ عمل ہے جس کی مثال انسان کے کسی دوسرے عمل سے نہیں دی جا سکتی۔ اگر یہ لذت غیر ذمہ داری اور شجاعانہ رویے کے بغیر حاصل کی جائے تو اس کے نتائج مختلف ہو سکتے ہیں۔ اس سلسلے میں مشکور حسین یاد لکھتے ہیں:

''شادی کا انسٹی ٹیوشن یعنی ایک جوان مرد اور ایک جوان عورت کا علی الاعلان یہ کہنا کہ ہم ایک دوسرے کے ساتھ جنسی ملاپ تاحیات کریں گے......اس پیمان اور اس اعلان کو وسعت کے ساتھ دیکھتے ہیں تو ہمیں پتا چلتا ہے کہ ہم آنے والی نسل کی پرورش و پرداخت کا اعلان کر رہے ہوتے ہیں۔''(۳)

انسانی معاشرے میں دیکھا جائے تو ہر طرف بے حسی، لوٹ مار، قتل و غارت گری و فتنہ و فساد کا ایک سبب یہ ہے کہ اکثر مرد اور عورت شادی کے وقت ذمہ داری اور بہادری سے اعلان نہیں کر پاتے۔ جس کی وجہ سے وہ جوہر حاصل نہیں ہو پاتا جو معاشرے میں امن و سکون اطمینان اور راحت جیسے مثبت رویوں کو جنم دے اور ایک مثالی معاشرہ وجود میں آئے۔ مشکور حسین یاد اپنی مذکورہ کتاب میں زوجین کے تعلقات اور خصوصاً شہوانی جذبات اور جنسی ملاپ کی توجیہات قرآن و سنت کی روشنی میں بیان کرنے کی بھرپور کوشش کی ہے۔

انھوں نے عوام الناس میں پائے جانے والے بہت سے مبہم خیالات کی تردید کر کے اصل صورت حال ان کے سامنے رکھی ہے اور اپنی بات کے حق میں قرآن و حدیث اور سیرت رسول ﷺ سے مثالیں بھی دی ہیں۔ مصنف کی یہ فلسفیانہ بحث ہمارے ذہنوں میں موجود بہت سے سوالوں کے جوابات دیتی ہے اور شہوانی جذبے کے حوالے سے ہمارے تصورات کی تطہیر کا باعث بھی بنتی ہے ہمارے معاشرے میں انسان کے شہوانی جذبات اور جنسی عمل ایسے موضوعات ہیں جن پر عام طور پر بات کرنا یا قلم اٹھانا بہت مشکل امر ہے۔ جس کی بہت سی وجوہات ہیں۔ مشکور حسین یاد نے ان نازک مگر اہم موضوعات پر مفصل لکھنے کی جامع کوشش تاکہ ہماری نئی نسل کے ذہنوں میں موجود مختلف سوالات کے بہتر جوابات مل سکیں۔ احمد جاوید نے اس پر کتاب اظہار خیال کرتے ہوئے رقم کیا کہ:

''یاد صاحب کا ایک طرح سے مزاج بن گیا ہے کہ وہ چیزوں کو ان کے ظاہری در و بست سے منقطع کیے بغیر ایک مابعد الطبیعی سیاق و سباق میں صرف ہوتا ہوا دیکھتے ہیں۔ اس مرتبہ انھوں نے جنس کی علوی اصل کے اثبات کا بیڑا اٹھایا ہے..... جنس، آدمی کی وجودی تکمیل کے لیے درکار سب سے بڑی قوت یعنی عشق میں منقلب ہو جاتی ہے۔ اس باطنی انقلاب کے تجزیے سے گزرنا ہو تو اس کتاب کا مطالعہ ضروری ہے۔''(۴)

احمد جاوید بیان کا نہایت قابل قدر ہے۔ یہ کتاب اس موضوع پر بہت اہم ہے کیونکہ اس جنسی تعلق رشتے کو طہارت اور پاکیزگی بخشتا ہے ، اور ذہن میں موجود جنسی عمل کے منفی خیالات کی تردید ہوتی ہے۔ یہ ایک جبلی جذبہ ہی نہیں بلکہ ایک تخلیقی پاکیزگی و طہارت کا مظہر بھی ہے جو انسانی وجود کی تکمیل کرتا ہے۔

مشکور حسین یاد کی دوسری اہم کتاب سورۃ العصر: قرآن حکیم اور جدید ترین نظریہ تاریخ، ایک ایسی کتاب ہے جس میں انھوں نے تاریخ کے جدید نظریات اور قرآن حکیم کا تجزیہ اور موازنہ پیش کیا ہے۔ اس کتاب کو بھی کلاسیک پبلشرز نے شائع کیا۔ اس کتاب کے کل صفحات ۱۳۹ ہیں ۔

اس کتاب میں انھوں نے سب پہلے سورۃ العصر کی شرح بیان کی ہے اور پھر تاریخ کا نظریہ پیش کیا ہے۔ یہ شرح عام قاری کے لیے ہے

اور اس کی نوعیت تاثراتی ہے۔ مذکورہ کتاب کے دیباچہ میں وہ لکھتے ہیں :

''میں چونکہ کوئی بڑا دانشور، بڑا ادیب نہیں ہوں، ایک معمولی سا لکھنے والا قاری قرآن ہوں۔ اس لیے میں نے اسی عام سطح کے پیش نظر سورۃ العصر پر اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے۔ وہی بات کہ اس کتاب کو پڑھنے میں آپ کو اس وقت لطف آسکتا ہے کہ آپ اسے ایک عام قاری قرآن کی کتاب سمجھ کر مطالعہ فرمائیں اور کچھ نہیں تو آپ کو یہ معلوم ہو سکے گا کہ قرآن کا ایک عام قاری، قرآن کے بارے میں کیا سوچتا ہے۔ آپ اہل دانش اور علما کرام کی آئے دن بے شمار باتیں سنتے رہتے ہیں ذرا ایک عام آدمی کی بات بھی سن کر دیکھیں۔''(۵)

مشکور حسین یاد نے اس بات پر زور دیا ہے کہ یہ بات ذہن میں رکھنی چاہیے کہ قرآن حکیم صرف مسلمانوں کی راہنمائی کے لیے نہیں قیامت تک کے تمام انسانوں کے ہدایت وراہنمائی کرنے والی کتاب ہے۔ ہر دور کا انسان اس سے استفادہ کر سکتا ہے اور میں بیان کا سلیقہ بھی نہایت پر اثر ہے۔ قرآن کریم کے لب ولہجہ پر بات کرتے ہوئے وہ لکھتے ہیں :

''قرآن کے لب ولہجہ میں جو محبت اور مروت اور حریت پروری ہے وہ عجیب انداز کے ساتھ انسان کو حقیقت عظمیٰ کی طرف لے جاتی ہے۔ یوں قرآن حکیم میں حقیقت عظمیٰ انسان کے قریب تر ہو جاتی ہے اور قرآن کے انسانی لب ولہجہ میں قاری کو خدا بولتا ہوا محسوس ہوتا ہے۔ قرآن حکیم کا یہ انداز انسان کو حوصلہ عطا کرتا ہے۔ قرآن کے اس لب ولہجہ اور انداز پر انسان توجہ دے تو اسے حقیقت عظمیٰ کی طرف بڑھنے کے لیے توانائی حاصل ہوتی ہے۔ اس کے قلب وذہن میں وسعت پیدا ہوتی ہے۔''(۶)

مذکورہ سورۃ مبارکہ پر غور کیا جائے تو واضح نظر آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ انسان سے مخاطب ہے اور اسے اس کی کمیوں کمزوریوں اور لغزشوں سے خبر دار کر دار ہے اور آگاہی کا انداز اور اسلوب کس قدر خوبصورت ہے۔ انسان کو اس کی بے خبری اس کے خسارے سے آگاہ کرنے کے لیے قسم کھائی جارہی ہے کہ وہ ایسا طرز زندگی اختیار کرے جس میں خسارہ نہ ہو نہ وہ ماضی کے انسانوں کی طرح غافل ہو۔ انسان غور وفکر سے نیک صالح بن کر اللہ کا قرب پائے۔ انسان کو بتایا جارہا ہے کہ اس کے پاس ایسی قوت موجود ہے جسے وہ کام میں لا کر ہر طرح کے خسارے سے محفوظ رہ سکتا ہے۔ مشکور حسین یاد سورۃ العصر کی پہلی دو آیات مبارک پر بات کرتے ہوئے لکھتے ہیں :

''ہم کہہ سکتے ہیں کہ سورۃ العصر میں جو اللہ نے زمانے کی قسم کھائی ہے اور اس میں انسان کی پوری تاریخ کو سمو دیا ہے۔ اس قسم کا اطلاق دنیا کے تمام انسانی معاشروں پر بدرجہ اتم ہوتا ہے۔ آج تک کوئی انسانی معاشرہ ایسا ظہور میں نہیں آسکا جس میں مجموعی طور پر انسان گھاٹے میں نہ رہا ہو۔ گویا ذہنی اعتبار سے ابھی انسان کو بہت ترقی کرنی ہے۔''(۷)

انسان جب اللہ تعالیٰ پر ایمان لاتا ہے اور عمل صالح کی طرف راغب ہو جاتا ہے تو یہ عمل انسان کو اپنی ذات پر اپنے خذبات اور خیالات قابو پانے کی قوت عطا کر دیتا ہے۔ مشکور حسین یاد ایمان اور عمل صالح پر بات کرتے ہوئے لکھتے ہیں :

''جب انسان ایمان اور عمل صالح کا حامل ہوتا ہے تو پھر حق کے ساتھ منسلک ہونے اور اس کی تلقین کرنے کے قابل ہو جانا۔ جب انسان حق کی تلقین کرتا ہے تو اس کے قول وعمل میں مزید پختگی آتی ہے۔ حق کہنا اور اس کی تلقین کرنا کار آسان نہیں ہے۔ جو شخص حق کی بات کرتا ہے لوگ اس کے دشمن ہو جاتے ہیں۔ لیکن اس کے باوجود حق کہنے کی تلقین اس لیے کی گئی کہ نہ تو انسان خود حق سے غافل ہو اور نہ دوسروں کو غافل ہونے دے۔ معاشرے میں حق کی منادی ہوتی رہے تو معاشرے میں ایسی مثبت اور خوشگوار تبدیلیاں آتی ہیں کہ عقل انسانی دنگ رہ جاتی ہے۔ ریاست مدینہ کی مثال ہمارے سامنے ہے۔ قرآن کا یہ اسلوب اس بات کا بھی ثبوت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسانی نفسیات کو مدنظر رکھ کر یہ ارشاد فرمایا ہے۔ کیونکہ جب انسان دوسروں کو حق کی تلقین کرتا ہے تو اپنے آپ کو اس کا خیال زیادہ رکھنا پڑتا ہے۔ یوں ایک بہترین معاشرہ تشکیل پاتا ہے۔''(۸)

مشکور حسین یاد نے سورۃ العصر پر تفصیل سے گفتگو کی ہے جس میں ایک اہم پہلو یہ ہے کہ ایک انسان پر عملی طور احکامات الہٰی کا پابند ہو

جاتاہے وہ نیک اور صالح ہے وہ ضبط و تحمل کی منزل بھی حاصل کر لیتا ہے اور پھر اس پر پابندی سے قائم رہتا ہے تو اس کے لیے یہ بھی ضروری ہو جاتا ہے کہ وہ دوسرے لوگوں کو بھی اس نیک عمل کے کہے۔ تاکہ وہ بھی بھلائی کی طرف آجائیں اور وہ بھی خسارے سے بچ سکیں۔ مشکور حسین یاد لکھتے ہیں:

''سوال پیدا ہوتا ہے کہ انسان ایمان لے آتا ہے اور اچھے اچھے کام بھی کرتا ہے تو اب اسے دوسروں کو وصیت کرنے اور صبر سے کام لینے اور تلقین کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ یہ بھی عجیب اتفاق ہے کہ عہد حاضر کے جدید ترین علم عمرانیات کا خیال اور لحاظ ہمیں جس قدر قرآن پاک میں موقع بہ موقع نظر آتا ہے کسی دوسرے صحیفے میں نظر نہیں آتا۔ سورۃ العصر کے ضمن میں بھی اس بات کو ملحوظ خاطر رکھا گیا ہے۔ ٹھیک ہے ایک آدمی ایمان لے آتا ہے، اچھے اچھے کام کرتا ہے۔ لیکن اگر وہ اپنے معاشرے کے دیگر ابنائے جنس کا خیال نہیں رکھے گا تو اس کا ایمان لانا اور اچھے اچھے کام کرنا کیا معنی رکھتا ہے اور ایمان تو دوسرے لوگوں کے ساتھ اس طرح گندھا ہوا ہے کہ آپ اپنے ابنائے جنس کا خیال رکھے بغیر ایمان کے درجے پر فائز ہی نہیں ہو سکتے۔ گویا حق اور صبر کی وصیت کرنا تو عمرانیات کی نظر میں انسانی معاشرے کی فلاح و بہبود کے لیے سب سے اہم عمل ہے۔''(۹)

مشکور حسین یاد نے سورۃ العصر کی آخری دو آیت مبارکہ کو عمرانیات کے ساتھ جوڑتے ہوئے اصلاح معاشرے پر زور دیا ہے۔ انھوں نے قرآن حکیم کی ان آیات مبارکہ کا مفہوم و معنی قارئین تک پہنچانے کے لیے انداز بیان نہایت سادہ اور عام فہیم انداز اختیار کیا ہے تاکہ عام آدمی بھی آسانی سے مفہوم کو سمجھ اور اس سے معاشرے کی اصلاح و فلاح میں شامل ہو سکے تاکہ ایک مضبوط انسانی معاشرہ تشکیل پا سکے۔

مشکور حسین یاد کی تیسری اہم کتاب کا عنوان ہے۔ تقویٰ: وجود کی حقیقی جمال آفریں اساس (۲۰۱۱)، اس کتاب کو اردو سائنس بورڈ لاہور نے شائع کیا۔ یہ کتاب ۱۵۱ صفحات پر مشتمل ہے۔ اس کتاب کے آغاز میں انھوں نے لفظ ''تقویٰ'' کے ان معانی سے اختلاف کیا ہے جو زیادہ تر مختلف مفسرین نے پیش کیے ہیں کیونکہ زیادہ تر مفسرین نے تقویٰ کے معنی ڈر اور خوف رقم کیے ہیں لیکن کے قریب تقویٰ کے معنی ''کسی نقصان پہنچانے والی چیز سے بچنے'' کے ہیں۔ لفظ تقویٰ کی وضاحت کرتے ہوئے وہ لکھتے ہیں:

''مفردات میں راغب اصفہانی نے قدرے تفصیل سے ہمیں بتایا ہے کہ تقویٰ کی ''تا''، ''واؤ'' سے مبدل ہے، اس لیے تقویٰ کے معنی ''واؤ'' میں دیکھنے چاہیں۔ چنانچہ ''وقیت الشی'' کے معنی کسی چیز کو نقصان پہنچانے والی شے سے بچانا ہے۔ آگے چل کر راغب فرماتے ہیں ''التقویٰ'' کے معنی نفس کو ہر چیز کے نقصان سے بچانے کے تو ہیں ہی لیکن کبھی کبھی لفظ تقویٰ اور خوف ایک دوسرے کے معنی میں بھی استعمال ہوتے ہیں، جس طرح کہ سبب بول کر مسبب اور مسبب بول کر سبب مراد لیا جاتا ہے۔ میں نے لوگوں کو تقویٰ کے قریب لانے کے لیے ضروری سمجھا کہ تقویٰ کے لغوی معنی یعنی نقصان سے بچنے کے ہر پہلو کو سامنے لایا جائے۔ اور یہ کتاب لکھنے کا میرا مقصد اس کے علاوہ اور کچھ نہیں ہے کہ میں تقویٰ کے لغوی معنی کی طرف توجہ دلا کر اور نفسیاتی طور پر تقویٰ کے گوناگوں پہلوؤں پر روشنی ڈال کر لوگوں کو تقویٰ کی طرف مائل کرنے کی دعوت دوں۔ کہ تقویٰ سراسر زندگی ہے اور اس سے یعنی تقویٰ سے زندگی کے ایسے ایسے حیات افزا چشمے پھوٹتے ہیں کہ آدمی متقی ہو جائے تو ہمیشہ زندگی کی نو بہ نو شادابیوں سے سرسبز ہوتا چلا جاتا ہے۔''(۱۰)

مشکور حسین یاد نے تقویٰ کے موضوع کو مفصل بیان کیا ہے کیوں کہ انسانی زندگی میں اس کی بنیادی اہمیت ہے۔ اس سے انسان کے اندر مثبت رویے پیدا ہوتے اور اس سے ذوقِ عمل بھی ترتیب پاتا ہے۔ قرآن کریم کا ایک اہم موضوع ہے اور تقویٰ ہی ایسا طریقہ جو انسان کو ہر طرح نقصانات سے محفوظ رکھ سکتا ہے۔ مشکور حسین اس سلسلے میں رقم کرتے ہیں:

''تقویٰ انسان کو ایک طرف سے نہیں بچاتا بلکہ ہر طرف سے بچاتا ہے اور ہر طرح کے نقصان سے محفوظ رکھتا ہے۔ اہل تقویٰ کے کردار کی بنیادی خوبی یہ بھی ہے کہ وہ کبھی غافل نہیں رہتے۔ اور پھر الرٹ اور چوکنا رہنا ان لوگوں کا حسن زیبائی بھی ہے۔ دیکھ لیجیے! تقویٰ اپنی جگہ

کوئی عمل نہیں لیکن اس سے بے شمار اعمالِ تاباں کے سوتے پھوٹتے ہیں۔ تقویٰ سراسر ذوق ہے اور ایسا ذوق جو انسان کو ہر طرح کے نقصان سے بچانے کی پوری پوری ذمہ داری لیتا ہے۔"(۱۱)

انسانی معاشرے کے تمام معاملات میں تقویٰ کا عمل دخل ہے۔ اس کا تعلق براہ راست انسانی نفسیات کے ساتھ ہے ۔ جب انسان یہ سوچتا ہے کہ اسے ہر طرح نقصانات سے بچنا ہے تو یہ فکر اسے فائدہ بخشتی ہے۔ قرآن حکیم کی ایک آیت مبارکہ کا ترجمہ پیش ہے:

ترجمہ: "اگر تم نے اچھا کام کیا تو اپنے نفس کے لیے اور اگر برا کام کیا تو وہ بھی اپنے نفس کے لیے۔"(۱۲)

اس آیت مبارک سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ انسان اچھائی اور برائی کے معاملے میں صاحب اختیار ہے۔ اس اختیار کی اصل قوت تقویٰ ہے۔ تقویٰ انسان کو برائیوں کی طرف جانے سے روکتا ہے اور اچھائیوں کی طرف مائل کرتا ہے۔ تو یہاں انھوں نے تقویٰ کے انسانی معاشرے پر مجموعی طور پر اثرات کو بیان کرنے کی کوشش کہ اس سے معاشرے کو کیسے فائدہ پہنچ سکتا ہے۔ اس موضوع پر بحث کرتے ہوئے احمد جاوید لکھتے ہیں:

"تقویٰ انسانی وجود کا وہ حقیقی مادہ ہے جس کی بنیاد پر شخصیت کے تمام اجزا نمو پاتے ہیں اور ایک ایسی ہم آہنگی حاصل کرتے ہیں جو نہ ہو تو انسان کو موجود ہونے کا جواز نہ ملے۔ انسانی فطرت کے اس سنگ بنیاد کو محض پرہیز گاری ایسے الفاظ میں ترجمہ کر دینے سے تقویٰ کی گہرائی اور جامعیت مخفی رہ جاتی ہے اور اس کی وہ حیثیت اچھی طرح سامنے نہیں آتی کہ یہ فطری بلکہ آدمی کے تمام رویوں اور اعمال کی تشکیل میں جوہر کی حیثیت رکھتا ہے۔ جناب مشکور حسین یاد نے تقویٰ کی حقیقت کو اس طرح کھولنے کی سعی فرمائی ہے کہ ایک تو اس کا فطری پن برقرار ہے، یہ محض ارادہ و عمل کی نسبت سے بننے والے دائرے تک محدود نہ رہ جائے۔ انھوں نے تقویٰ کو وہ فطری تقاضا بتایا ہے کہ ہر آدمی کو نقصان سے بچنے پر اکساتا ہے۔ اس تعریف میں خوبی یہ ہے کہ اس سے پہلے مرحلے پر یہ اطمینان پیدا ہو جاتا ہے کہ تقویٰ کوئی ایسی چیز نہیں ہے جس کے لیے کوئی مشقت جھیلنی پڑے، بلکہ یہ تو ہمارے ہی مطالبے کی تکمیل ہے۔"(۱۳)

احمد جاوید کی یہ رائے بہت بامعنی ہے کہ مشکور حسین یاد نے تقویٰ کے جن معانی کی طرف توجہ دلوائی ہے وہ انسانی فطرت کے زیادہ قریب ہیں۔ لہٰذا ان کی یہ کتاب اس موضوع پر بہت جامع کتاب ہے۔

مشکور حسین یاد کی چوتھی کتاب ملا صدرا کا فلسفہ وجود (۲۰۰۹) میں کلاسیک پبلشرز نے شائع کی۔ ۱۱۵ صفحات پر مشتمل یہ کتاب مسلم مفکر اور فلسفی ملا صدرالدین شیرازی المعروف ملا صدرا کے فلسفہ وجود پر گفتگو ہے۔ ملا صدرا کا نام نویں اور دسویں صدی ہجری کے مشہور مسلمان فلاسفروں میں ہوتا ہے۔ مشکور حسین یاد نے ان کا تعارف یوں پیش کیا ہے:

"محمد ابراہیم ابن یحیٰ قوامی شیرازی جو برصغیر پاک ہند میں صدرالدین شیرازی یا صرف ملا صدرا کے نام سے مشہور ہیں۔ 979ھ-980ھ میں ایران کے صوبہ فارس کے گورنر کے ہاں پیدا ہوئے۔ ان کی یہ تاریخ پیدائش ایران کے معروف عالم اور مفسر علامہ محمد حسین طباطبائی کی تحقیق کے نتیجے میں سامنے آئی۔ جنھوں نے ملا صدرا کے شاہکار "افسار" کو مرتب کیا۔ صدرا بچپن ہی سے ذہن و فطین تھے۔ متمول گھرانے میں پیدا ہونے کی وجہ سے ان کی تعلیم و تربیت بہت اعلیٰ پیمانے پر ہوئی۔ لڑکپن میں ہی انھوں نے دینی و دنیاوی علوم کی تحصیل کر لی۔ بعدازاں وہ مزید علم کے حصول کے لیے شیراز سے اصفہان آگئے۔ جو اس زمانے میں علوم و فنون کا مرکز تھا۔ انھوں نے خصوصی طور پر فلسفہ کی طرف توجہ دی اور اپنے سے قبل کے تمام فلسفیانہ نظریات کو پڑھا اور ان پر غور و خوض کیا۔ انھیں اس دور کے نامور اساتذہ میسر آئے جن میں شیخ بہاؤالدین آملی، میر داماد، میر ابو قاسم ضندوکی وغیرہ کے نام اہم ہیں۔ حصول علم کے بعد وہ ایک گاؤں کہک میں خلوت نشین ہو گئے۔ اس زمانے کے بعض علما نے صدرا کے افکار کی مخالفت کی۔ لیکن شاہ عباس ثانی نے انھیں درس و تدریس کے لیے شیراز بلایا۔ یہاں انھوں نے بہت سے طلبا کو تعلیم دی اور تصنیف و تالیف کا سلسلہ بھی جاری رکھا۔ انھوں نے سات مرتبہ حج کی سعادت

بھی حاصل کی۔انھوں نے 1050ھ یا 1640ء میں وفات پائی۔"(۱۴)

ملاصدرا کی مذکورہ کتاب فارسی زبان میں تھی اس کے علاوہ ان کی دگر تمام کتب عربی زبان میں ہیں۔ جن میں دینی اور فلسفیانہ موضوعات کو پیش کیا گیا ہے۔ان کو قرآن حکیم کے مفسر کے طور پر بھی جانا جاتا ہے۔

ان کا مرکزی اور بنیادی فلسفہ یہی ہے کہ انسان اب تک جو کچھ اپنے علم اور عقیدہ کے بارے میں سوچتا اور سمجھتا رہا ہے اس پر غور کرے۔ کیونکہ اس کے علم اور عقیدہ کا سب سے بڑا مطالبہ ہی یہ ہوتا ہے کہ وہ مادی دنیا سے بلند ہو کر سوچے اور علم اور عقیدہ کا یہ مطالبہ غیر فطری یا مصنوعی نہیں ہے۔مادی دنیا سے بلند ہونے کا مطالبہ انسان کی فطرت میں موجود ہے۔ان کی تحریروں سے ان کا اسلوب بیان بھی دقیق مشکل اور مبہم نہیں بالکہ سادہ اور آسان ہے۔ان کے اسلوب تحریر کے بارے میں مشکور حسین یاد رقم کرتے ہیں:

"صدرا کے لکھنے کا اسلوب کس طرح کا تھا اس ضمن میں بنیادی بات سمجھنے کی یہی ہے کہ جہاں صدرا کی تحریروں میں اعلیٰ تعلیم یافتہ علماء، حکما اور فلاسفہ کے لیے ان کی ذہنی سطح کے مطابق مواد موجود ہے وہاں صدرا کے اسلوب کی خاص خصوصیت یہ بھی ہے کہ وہ وسعت نظر اور کشادہ قلبی کی بنیاد پر قائم ہے۔ چاہے کوئی خاص قاری ہو اور خواہ کوئی عام قاری، صدرا کا اولین مطالبہ یہی نظر آتا ہے کہ آپ اس کی تحریروں کو وسعت نظر اور کشادہ قلبی کے ساتھ مطالعہ فرمائیں۔ صدرا کے اسلوب کی یہی وسعت نظر اور کشادہ قلبی ہے جس کی بنا پر ہم بلاخوف تردید کر سکتے ہیں کہ صدرا کا فلسفہ ہر طرح کے قاری کے لیے اور ہر زمان و مکان کے قاری کے لیے ہے کہ یہ فلسفہ کسی طرح کی قید کا قائل نہیں اور اس وسعت کی وجہ سے ملاصدرا کا فلسفہ قابل عمل بھی ہے کہ صدرا نے کوئی بات ڈھکا چھپا کر نہیں رکھی۔ یہ صحیح ہے کہ صدرا کی تحریریں جیسا کہ ابھی عرض کیا گیا ہے بڑے بڑے فلسفیوں کے لیے بھی ہیں اور بڑے پہنچے ہوئے صوفیوں کے لیے بھی۔ مگر بیک وقت یہ تحریریں عام قاری کے لیے بھی ہیں۔"(۱۵)

مشکور حسین یاد ان کا مطالعہ کرنے کے بعد اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ ملا صدرا ابن العربی سے بہت متاثر تھے۔چونکہ ابن العربی نے "حکمت متعالیہ" کے بارے میں بہت کچھ لکھا اور قدیم تصوف سے بھی انہوں نے بہت سی اصطلاحیں پیش کی ہیں۔اسی طرح قرآنی حوالے بھی کثرت سے پیش کیے ہیں۔ان کے مطالعہ سے یوں محسوس ہوتا ہے کہ وہ کسی نظام فلسفہ میں تبدیلی نہیں لانا چاہتے لیکن وہ انسان کو اس کی اُس فطری فلسفیانہ خواہش سے محروم نہیں رکھنا چاہتے جس کے ذریعے ہر انسان اعلیٰ سے اعلیٰ مقام معرفت حاصل کر سکتا ہے اور وہ فلسفیانہ خواہش یہی حکمت متعالیہ تھی۔

مجموعی طور پر دیکھا جائے تو مشکور حسین یاد جامع الجہات تخلیقی شخصیت ہے۔انھوں نے کوشش کی ہے کہ قرآن کریم کو آسان انداز میں عام تک منتقل کیا جاسکے تاکہ اسلامی اور قرآنی فکر سے مستفید ہو سکے۔

حوالہ جات

۱۔ مشکور حسین یاد، قرآن پاک میں حقیقت جنس، لاہور: کلاسیک، 2007ء، ص9

۲۔ البقرہ 2: 35

۳۔ مشکور حسین یاد، قرآن پاک میں حقیقت جنس، ص126

۴۔ احمد جاوید، مشمولہ: قرآن پاک میں حقیقت جنس، مشکور حسین یاد، ص3

۵۔ مشکور حسین یاد، سید، سورۃ العصر۔ قرآن حکیم اور جدید ترین نظریہ تاریخ، لاہور: کلاسیک، س ن، ص9

۶۔ ایضاً، ص13

۷۔ ایضاً، ص30

۸۔ ایضاً، ص14

۹۔ ایضاً، ص123

۱۰۔ مشکور حسین یاد، سید، تقویٰ۔ وجود کی حقیقی جمال آفریں اساس، لاہور: اُردو سائنس بورڈ، 2011ء، ص8

۱۱۔ ایضاً، ص55

۱۲۔ بنی اسرائیل 17: 7

۱۳۔ احمد جاوید، مشمولہ: قرآن پاک میں حقیقت جنس، مشکور حسین یاد، لاہور: کلاسیک، 2007ء، ص3

۱۴۔ مشکور حسین یاد، سید، ملا صدرا کا فلسفہ وجود، لاہور: کلاسیک، 2009ء، ص30

۱۵۔ ایضاً، ص18